Lesson 6: Al-A'araaf (Ayaat 103- 137): Day 23

سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف کی تفسیر

سبق کا خلاصہ؛ ہم نے چند انبیا کرامؑ کے قصّے پڑھے۔ اب ہم موسیٰؑ کا طویل قصّہ پڑھیں گے۔ ابھی تک ہم نے جن پانچ قوموں کا قصّہ پڑھا وہ سب جزیرہ نما عرب ہی میں آباد تھیں۔ لیکن اب موسیٰؑ کے ساتھ بنی اسرئیل کا قصہ پڑھیں گے۔ یہ لوگ مصر میں آباد تھے۔ اگر آپ دنیا کا نقشہ دیکھیں تو مصر افریقہ کے شمال مشرقی کونے میں آباد ہے۔ اس قصے میں صحرائے سینا کا بھی ذِکر آئے گا۔ وہ ایک تکون (مثلث) کی شکل میں نظر آتا ہے۔ یہ مصر اور فلسطین کے درمیان کا علاقہ تھا۔

جب موسیٰؑ اس قوم کی طرف بھیجے گئے تو اُس دَور میں مصر پر فرعون قوم کی حکومت تھی۔ اُن کو فراعنہ کہتے تھے۔ فرعون واحد، فراعنہ جمع ہے۔ ہر بادشاہ کو فرعون کہا جاتا تھا۔ ہر دَور کے فرعون مختلف تھے۔ جیسے عراق کے بادشاہ کو نمرود کہا جاتا تھا۔

پہلے انبیاء کرام نے قوموں کو توحید کا سبق دیا اور اُن کی اصلاح کی کوششیں کیں۔

موسیٰؑ کو دو عظیم مقاصد عطا فرمائے گئے تھے۔ ایک کام یہ تھا کہ کئی سالوں سے غلام قوم بنی اسرائیل کو فرعون کے قبضے سے آزادی دلائی جائے۔ اس کام کے لئے موسیٰؑ کو فرعون کے سامنے جانا پڑا۔ اس لحاظ سے ان کا ٹارگٹ سیاسی رہنمائی تھا۔

اور موسیٰؑ کا دوسرا عظیم مقصد اللہ کی شریعت کا نافذ کرنا تھا۔

آج کے دَور میں ہم دُنیا میں سیاسی فساد دیکھتے ہیں۔ سیاست کے نام پر کس طرح لوگ عوام کو یرغمال بنا لیتے ہیں۔

وہ اپنے آپ کو ذی الاوتاد یعنی کِیلوں والا کہلاتا تھا۔ قرآن پاک میں بھی اس کو اسی نام سے پکارا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے پاس بہت بڑی فوج تھی۔ وہ جہاں بھی جاتے اپنے خیمے گاڑ لیتے۔ جب وہ وہاں سے اُٹھ کر جاتے تو جگہ جگہ کیلوں کے نشان نظر آتے۔ اس لئے اس کو کِیلوں والا فرعون کہا جاتا تھا۔ یعنی اُس دَور میں فرعون نے سُپر پاور ہونے کا دعویٰ کیا۔

آج کے سبق میں بھی ہم دیکھیں گے کس طرح ملکی سطح پر لوگوں سے معاملہ کیا جائے۔

بنی اسرائیل اُس دَور کے مسلمان تھے۔ اُن کو فرعون نے غلام بنا رکھا تھا۔ موسیٰ نے مسلمانوں کو آزادی دلوانی تھی۔ تا کہ بنی اسرائیل کو وہاں سے لے جائیں۔ کہیں اور آباد کریں اور اللہ کی شریعت نافذ کریں۔

موسیٰؑ فرعون کے سامنے گئے اور فرعون سے بات کی۔ ہم سیکھیں گے کہ آج کے دَور میں حکمرانوں سے کیسے بات کی جائے۔

بڑے لوگوں سے دین کی بات کیسے کی جائے۔ موسیٰؑ کے مشن کے متعلق سورطٰہٰ میں تفصیل سی بات ہو گی۔

موسیٰ کا دوسرا مقصد اپنی کئی صدیوں کی غلام قوم کو اللہ کے احکام سکھانا تھا۔

کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر۔ (علامہ اقبال)

غلام قوموں کا ذہن بدل جاتا ہے۔ اُن کی خود اعتمادی ختم ہو جاتی ہے۔ اُن کی کردار سازی کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہمارے پیارے نبیؐ کی زبان مبارک سے یہ قصے سب کو سنائے جا رہے تھے۔ مکہ والے نبی ﷺ کی دعوت کو جھٹلا رہے تھے۔ اُن کو بتایا جا رہا ہے کہ پچھلی قوموں سے عبرت حاصل کرو۔ موسیٰ اور اللہ کے نبیؐ کے کردار میں مماثلت ہے۔

سورۃ الاعراف مکی سورت ہے۔ اور کافی طویل سورت ہے۔ اس میں مکہ والوں کے لئے پیغام ہیں۔

جس طرح موسیٰؑ کی زندگی کے دو حصے تھے اسی طرح اللہ کے نبیؐ کی زندگی کے بھی دو حصّے تھے۔

موسیٰؑ کا پہلا دَور نبوت سے لئے کر فرعون کے ڈوبنے تک ہے۔ یعنی فرعون اور اُس کے سرداروں نے موسیٰؑ کو جھٹلایا۔

اللہ کے نبیؐ کا پہلا دور نبوت سے تبلیغِ دین۔ اور مقابلہ کرنے والے کفارِ مکہ کے سردار تھے۔ آج کے دَور میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ مقابلے پر اُس دور کے چوہدری حضرات تھے۔

فرعون موسیٰ کی بات سُن کر اکڑ گیا۔ اگر ایمان لے آتا تو بچا لیا جاتا۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ فرعون کی زندگی ایمان کے ساتھ تھی۔ فرعون نے موسیٰؑ کے خلاف بہت کچھ کرنے کی کوشش کی حتیٰ کہ جب وہ اپنی قوم بنی اسرائیل یعنی اُس دَور کے مسلمانوں کو وہاں سے لے کر نکلے تو فرعون اور اُس کی فوج پیچھے اُن کو مارنے کے لئے آئے۔ اللہ نے اُن کو بچا لیا اور فرعون اور اس کی فوج غرق ہو گئے۔

اسی طرح اللہ کے نبیؐ کے خلاف کفارِ مکہ تھے۔ وہ اسلام کی مخالفت میں سب طرح کے مظالم کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ جب نبیؐ نے وہاں سے نکلنے کی کوشش کی تو وہ لوگ پیچھے آئے لیکن نبیؐ اور اُن کے ساتھی کو بچا لیا گیا۔ لیکن تکبّر کے بھرے ہوئے کفار غزوۂ بدر میں ختم ہو گئے۔

پھر موسیٰؑ کا دوسرا دَور؛ جب وہ اپنی قوم کو لے کر مصر سے نکل گئے۔ بنی اسرائیل وادیٔ طین میں جا کر بیٹھ گئے اور جہاد سے انکار کر دیا۔ اگلی بستی میں داخل ہونے سے منع کر دیا اور چالیس سال تک وہیں بھٹکتے رہے۔ پہلے فرعون کے ہاتھوں دَبے ہوئے تھے۔ پھر اللہ نے مدد کر دی۔ جب فرعون کے قبضے سے نکل گئے تو آزاد ہو گئے اور نبیؑ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔

اللہ کے نبیؐ کا دوسرا دَور۔ مدینہ کی طرف ہجرت۔ مدینہ پہلی ریاست کا قیام۔ صحابہ کرامؓ اُمّت کے بہترین لوگ تھے۔ انہوں نے نبی کے ساتھ مل کر جہاد کیا۔ غزوۂ بدر پھر غزوہ اُحد۔ بلکہ انہوں نے کہا کہ ہم آپ ﷺ سے وہ نہیں کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے کہا تھا کہ "تم اور تمہارا رَبّ جا کر لڑ لو ہم تو ادھر ہی بیٹھے ہیں"۔

پھر موسیٰؑ اُسی دوران وادیٔ طین ہی میں انتقال فرما گئے۔ پھر بنی اسرائیل کی اگلی نسل جوان ہوئی اور انہوں نے یوشع بن نون کی قیادت میں جہاد کیا اور بیت المقدس کو آزاد کروایا۔

اللہ کے نبیؐ کو زندگی ہی میں فتح نصیب ہو گئی تھی۔ قران پاک میں فرمایا گیا" انا فتحنا لک فتحاً مبینا" مکہ فتح ہوا۔ مدینہ منورہ یہود سے خالی ہو گیا۔ یہود کو مدینہ چھوڑنا پڑا، پھر غزوۂ تبوک سے مسلمانوں کو فتح اور مالی مدد ملی۔ حتیٰ کہ نبی ﷺ کی زندگی کے آخری کچھ سالوں میں اُس وقت کی سپر پاور بھی اسلام سے مرعوب ہو گئیں۔

اس سبق سے اللہ سبحان وتعالیٰ نے یہ ہمیں بہت ساری باتیں سکھائی ہیں۔

1. بعض اوقات بظاہر نقصان ہوتا ہے لیکن اصل میں بہت بڑی نعمت مل گئی ہوتی ہے۔ بظاہر فرعون کے دَور کے جادوگر ہار گئے لیکن اُن کو دین کی نعمت اور دولت مل گئی۔ آخرت کی کامیابی مل گئی۔ دنیا میں ایمان مل جانا سکون دیتا ہے۔

2. اللہ فاسدوں سے بھی اپنے دین کے کام کروالیتا ہے۔ ہمارے لئے بڑی بات یہ ہے کہ ہم دین پر کتنا چلتے ہیں؟

3. حکومت صرف اللہ کی ہے۔ آمریت اور ڈکٹیٹر شپ کے نقصانات۔ جب ایک انسان سمجھ لے کہ وہی سب کچھ ہے۔

4. استقامتِ دین۔ اللہ کی شریعت پر جم جائیں۔ لوگ بھی آجائینگے۔ جو لیڈرز یا مبلغ خود دین پر پکے نہیں ہوتے وہ کیسے دوسروں کو بات سمجھا سکتے ہین۔ مثال جو کیل خود کمزور لگا ہوتا ہے آپ اُس کے ساتھ قیمتی چیز نہیں لٹکا سکتے۔

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں ان آیات سے سبق لینے والا بنادے۔ آمین

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنۢ بَعْدِهِم مُّوسَىٰ بِـَٔايَٰتِنَآ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَإِي۟هِۦ فَظَلَمُوا۟ بِهَا ۖ فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُفْسِدِينَ ﴿١٠٣﴾

پھر ان (پیغمبروں) کے بعد ہم نے موسیٰ کو نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے اعیانِ سلطنت کے پاس بھیجا تو انہوں نے ان کے ساتھ کفر کیا۔ سو دیکھ لو کہ خرابی کرنے والوں کا انجام کیا ہوا ﴿١٠٣﴾

بِهَا: مؤنث کی ضمیر ہے یعنی ان آیات سے۔ فساد کرنے والوں کا بُرا انجام ہوُا۔

ثُمَّ : پھر یہاں سے پتا چل رہا ہے کہ پیچھے جو بات ہو رہی تھی اُسی سے آگے کی بات ہے۔

موسیٰؑ ایک جلیل القدر نبی کا نام ہے جس سے اللہ سبحان و تعالیٰ نے کلام کیا تھا۔ موسیٰ کے دو لفظی معنی ہے۔ ایک معنی اُسترا۔ اُس دِور میں بعض اوقات معنی جانے بغیر اسی طرح کے نام رکھ لئے جاتے تھے۔ دوسرے لفظی معنی ہیں پانی سے نکلا ہوُا۔ اور یہ معنی موسیٰؑ کے نام کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے۔ وہ بھی پانی سے بچا کر نکال لئے گئے تھے۔

موسیٰؑ کا مقابلہ دو فرعون سے ہوُا تھا۔ عملیق اور رامسیس۔ عملیق نے موسیٰؑ کو پالا تھا۔ موسیٰؑ کا مقابلہ جس فرعون سے ہوُا تھا وہ رامسیس تھا۔

وَمَلَإِيْهِ : بار بار یہ لفظ آتا ہے۔ یعنی خود پسند لوگ جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں۔ یعنی فرعون کی کابینہ۔ وزیر اور مشیر وغیرہ۔

اپنا جائزہ لیں کیا میں تو ایسی نہیں ہوں؟

ایک بات آپ نوٹ کریں کہ غریب طبقہ دین کی بات پہلے سمجھ لیتا ہے۔ بعض اوقات پیسہ اور عہدہ انسان کو اللہ سے دُور کر دیتا ہے۔ جیسے اللہ کے نبیؐ کی بات پہلے بلالؓ جیسے لوگوں نے مان لی لیکن متکبر کفارِ مکہ نے نہ مانی۔

لیکن خاص بات یہ ہے کہ اللہ اپنے نبیوں کو بڑے لوگوں تک ضرور بھیجتا ہے۔ موسیٰؑ کو فرعون کی طرف بھیجا۔ اللہ کے نبیؐ کو قریشِ مکّہ کی طرف بھیجا۔ کسی چھوٹے قبیلے کی طرف نہیں۔

جب کوئی بات بڑوں کو سمجھ آجاتی ہے تو دوسرے لوگ بھی اُن کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ کیونکہ ٹرینڈ بڑے لوگوں سے نکلتے ہیں۔ کسی قوم کے بڑے لوگ Trend Setters ہوتے ہیں۔ لوگ اُن کی طرف دیکھ کر رحجان بنالیتے ہیں۔ کیا ٹھیک ہے یا نہیں، وہی سیٹ کرتے ہیں۔ فیشن بڑے یا مشہور لوگوں سے ہی نکلتے ہیں۔

بعض اوقات لوگ کہتے ہیں۔ کہ فلاں تو صرف امیروں کو پڑھاتے ہیں۔ فلاں لوگوں کی کلاسیں تو صرف فلاں ہال یا ہوٹل میں ہوتی ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ یورپی ممالک، امریکہ اور برطانیہ میں تو ہر کوئی امیر ہے۔ لیکن غریب ملکوں میں کیونکہ بھیڑ چال زیادہ ہے اس لئے وہاں اگر بڑے لوگ اللہ کے دین کی طرف آئینگے تو باقی لوگوں کو بھی دلچسپی پیدا ہو جائے گی۔ دوسری خاص بات یہ کہ اللہ کو وہی انسان عزیز ہے جو متقی ہے۔ اللہ سے ڈرنے والا ہی اللہ کے قریب ہو گا چاہے امیر ہو یا غریب۔

اگر آپ کے پاس چوائس ہو تو آپ پہلے کس کو پیغام دیں گی؟

تو پہلے آپ پڑھے لکھے طبقے تک اللہ کے دین کا پیغام پہنچائیں۔ اُن کو تربیت دیں۔ ایک ٹیم بنائیں اور پھر آپ دوسروں تک مل کر اللہ کا پیغام پھیلائیں۔ پھر کچی بستیوں اور گاؤں تک بھی دین پھیلا دیں۔

جب ایک بات بستی کے بڑوں تک پہنچتی ہے تو پھر چھوٹے لوگ بھی پیروی کرنے لگتے ہیں۔

آج کے بڑے کون ہیں؟ آج کا بڑا اسردار میڈیا ہے۔ جب اللہ کا دین میڈیا سے صحیح طریقے تک پہنچے گا تو اللہ کے دین کی بات گھر گھر پہنچ جائے گی۔ آج میڈیا کے ذریعے گھروں تک گانے اور ڈرامے پہنچ رہے ہیں اگر ہم اسی میڈیا سے دین کی تبلیغ کریں تو اللہ کی شریعت گھروں تک پہنچے گی۔

اگر اللہ آپ کو موقع دے تو ہمیشہ ذرائع کو استعمال کریں۔

آگے آپ یہ دیکھیں کہ موسیٰؑ سے قتل ہو چکا تھا۔ لیکن پورے اعتماد سے اللہ کا پیغام لے کر اُسی گھر میں واپس آئے۔

اگر آپ سے زندگی میں کوئی غلطی ہو چکی ہے تو توبہ استغفار کریں اور پھر پورے اعتماد سے اللہ کا دین لوگوں تک پہنچائین۔ عزت اور ذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

بعض لوگ شرمندہ ہوتے ہیں، خاص طور پر گھر والوں سے۔ کیونکہ خاندان والے آپ کو شروع سے جانتے ہیں۔ دوست تو آپ بدل بھی لیتے ہیں۔ غلطی تسلیم کریں شرمندہ ہوں لیکن اُسی بات کو پکڑ کر نہ بیٹھے رہیں۔ آپ پورے خلوص سے اللہ کا پیغام پھیلانے نکلیں۔

سورۃ طٰہٰ میں موسیٰؑ کا قصّہ تفصیل سے آتا ہے۔ یہاں تو مختصر اَذِکر ہے۔

ظلم کا معنی۔ کسی چیز کو اُس کی غیر مناسب جگہ پر رکھنا۔ ظلم کے کئی پہلو ہیں۔

یعنی اللہ کی آیات کو حق نہیں دیا۔ آیات کو زندگی کے اندر شامل کرنا تھا۔ اِن آیات کو پڑھ لیتے ہیں لیکن اُن پر عمل نہیں کرتے۔

لیکن فسادیوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ یہاں ظلم کرنے والوں کے باد فساد کی بات آئی ہے یعنی ظالم کے کرتوت کی وجہ سے فساد ہوتا ہے۔ عام طور پر ایک کے ظلم کی وجہ سے سوسائٹی میں فساد ہو جاتا ہے۔

موسیٰؑ کے معجزے کو جادو کہہ دیا یہ بھی ظلم ہے۔ اور اس سے فساد پیدا ہوُا۔

موسیٰؑ کولاٹھی یعنی عصا اور یدِ بیضا (چمکتا ہوُا ہاتھ) عطا ہوُا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس دور میں جادوگر عزت والے سمجھے جاتے تھے۔ لوگ اُن کی بات سنتے اور مانتے تھے۔ آج کے دور میں آپ سمجھ لیں کوئی سائنسدان تھیوری پیش کرتا ہے۔ کوئی قابل ڈاکٹر کوئی علاج دریافت کرتا ہے۔ تو لوگ اُن کو عزت دیتے ہیں اُن کی بات مانتے ہیں۔

اللہ نے موسیٰؑ کو یہ نبوت کے مقام پر فائز کیا تھا۔ موسیٰؑ کوئی شعبدہ باز نہیں تھے۔ بلکہ یہ معجزات تھے۔ اُس وقت انسان ایسی چیزوں سے متاثر ہوتے تھے۔

نبیؐ کے دَور میں، انسان ترقی کر چکے تھے اور لوگ ذہانت سے متاثر ہوتے تھے۔ اُس وقت اَدب کا بہت رواج تھا۔ عربوں کو اپنی شاعری، اپنے اَدب اپنی، زباندانی اور اپنے حافظے پر بہت مان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کا ویسے ہی معجزات دیئے جو اس دور کی ضرورت تھے۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبیؐ کو کونسے معجزات دیئے۔ اُنؐ کے چھوٹے چھوٹے کئی معجزات عطا ہوئے تھے۔ نبیؐ کا سب سے بڑا معجزہ 'ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ' یہ قران ایک عظیم معجزہ ہے۔

موسیٰؑ کو معجزہ عصا یعنی لاٹھی صرف اُنہی کے ہاتھ سے پھینکتے تو معجزہ نظر آتا تھا۔ یا اُن کا چمکتا ہوُا ہاتھ صرف وہی معجزہ دکھا سکتے تھے۔

لیکن اللہ کے نبیؐ کا معجزہ یہ عظیم کتاب قرآن، وہ اُس دَور میں بھی معجزہ تھا۔ اور رہتی دنیا تک، قیامت تک کے لئے معجزہ ہے۔

جو بھی اس قرآن کو پکڑ لیتا ہے اُس کی دنیا اور آخرت سنور جاتی ہے۔ جو بھی اس پر عمل کر لیتا ہے وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو جائے گا۔ یہ نہ مٹنے والا معجزہ ہے۔

تو آج اس کے معجزات کیوں نظر نہیں آ رہے؟ کیونکہ حاملِ قرآن اس قابل نہیں رہے۔ آج قرآن پڑھنے والے اس اہل نہیں رہے کہ اس کتاب کے معجزے دکھا سکیں۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن۔ قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قرآن!

لیکن موسیٰؑ کے معجزے سے اس لئے ڈرتے تھے کیونکہ سانپ تھا۔

آج قرآن سے بھی کئی لوگوں کو ڈر لگتا ہے۔ کیونکہ یہ حق اور باطل ظاہر کرتا ہے۔ لوگ سوچتے ہیں اگر سیکھ لیا تو اس پر عمل کرنا پڑے گا۔

آج جتنے بھی نئے مسلم بہن بھائی ہیں وہ قرآن پڑھ کر قرآن سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ یوسف اسلام کی کہانی بھی آپ کو معلوم ہو گی کہ وہ 'یا ایھالناس' سُن کر کہ قران تو مجھ سے مخاطب ہے مسلمان ہو گئے۔ جن صحابہ کرامؓ نے قرآن پڑھ کر اس پر عمل کیا۔ انہوں نے چند سالوں میں روم، ایران اور اُس دور کی سپر پاورز کو شکست دے دی۔

قران تو وہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ' إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (9) 'سورۃ الحجر۔ اللہ نے قرآن کو نازل کیا اور وہی اس کی حفاظت کرتا ہے۔ رہتی دُنیا تک قرآن میں کوئی تبدیلی نہ ہو سکی نہ ہو گی۔

تو آج کے انسان پر اس کا اثر کیوں نہیں ہوتا؟ دوا تو وہی ہے لیکن آج کے مسلمان کو اس سے شفا کیوں نہیں ملتی۔ قرآن تو آج بھی بہت پڑھا جاتا ہے۔ آج مسلمان مظلوم کیوں ہے؟

کیونکہ قرآن پر عمل نہیں کرتے۔ قرآن کو اپنی زندگی میں شامل نہیں کیا۔ اگر آج بھی قرآن پر عمل کرلیں تو اللہ کی تمام رحمتیں اور نعمتیں مل جائیں۔

موسیٰؑ کا معجزہ تھا اور دوسرے جادوگروں کا جادو تھا۔ معجزے اور جادو میں کیا فرق ہے؟

معجزہ۔ ع ج ز۔ وہ چیز جس کو دیکھنے سے عقل عاجز ہو جائے۔ مثال لاٹھی سانپ بن جاتی تھی۔ اس بات کو عقل سمجھنے سے قاصر ہے۔

- معجزہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ جادو لوگ خود سیکھتے ہیں۔
- معجزے صرف نبیؐ کو ملتے ہیں۔ آج معجزے نہیں ہو سکتے۔ آپ بھی یہ لفظ نہ بولا کریں کہ میرے ساتھ معجزہ ہو گیا۔ یہ خلافِ شریعت بات ہے۔
- معجزات صرف نبیوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ نبیؐ کے کردار سب کے لئے مثال ہوتے ہیں۔ وہ انتہائی اعلیٰ اخلاق کے مالک ہوتے ہیں۔ اُن پر کوئی غلط بات نہیں کر سکتا کرے بھی تو اللہ کی طرف سے جواب مل جاتا ہے۔ لوگوں کو خیر خواہ ہوتے ہیں۔
- لیکن اس کے برعکس جادوگر غلط قسم کے لوگ بھی ہو سکتے ہیں۔ گھروں کو خراب کرتے ہیں۔
- معجزے کا اَثر دیرپا ہوتا ہے۔ جادو کا اَثر وقتی ہوتا ہے۔

ہم سب بہت خوش قسمت ہیں کہ اس وقت کائنات کا سب سے بڑا معجزہ ہمارے ہاتھوں میں ہے۔

اس پر بہت پیار آتا ہے۔ کبھی کوئی آیت دِل پکڑ لیتی ہے۔ کبھی کوئی آیت آنکھوں کے سامنے گھومتی پھرتی ہے۔ آج نبیؐ کا معجزہ ہمارے پاس موجود ہے۔

اگر آج پتا چل جائے کہ موسیٰؑ اپنا معجزہ دِکھانے ہمارے شہر آرہے ہیں تو اُس ہال میں جگہ بھر جائے گی۔ لوگ بھاگ کر وہاں پہنچیں گے۔

اگر آج کہا جائے کہ فلاں جگہ قرآن کا درس ہے تو کتنے لوگ آئینگے؟

ہم ناشکرے لوگ ہیں۔ ہم نے اپنے گھر سجا لئے ہیں۔ دُنیا میں رونق ڈھونڈ لی ہے کہ ہمارا قرآن کے لئے گھر سے نکلنے کو دِل ہی نہیں چاہتا۔

اللہ ہمیں قرآن سے محبت کرنے والا بنا دے۔ آمین